OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اکابر چشتی نظامی صوفیہ اور موجودہ خانقاہیں: ایک مطالعہ

A Study of *Cishtī Nizāmī Sufis* and Contemporary Khanqahs

Ghulam Muhammad Qamar ud Din Sialvi

Doctoral Candidate Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad

Prof. Dr. Rana Matloob Ahmed

Head, Department of Arabic and Islamic Studies The University of Faisalabad, Faisalabad

Abstract

Allah Almighty has sent His messengers for the guidance of human being who announced the Oneness of Allah in there concerned ages. They made aware the human being of their creator. The series of Anbiyā and the Rasools started from Adam and ended with Prophet Muhammad (ﷺ). After prophet Muhammad the responsibility of preaching the shifted on the shoulders of Sahaba, Tābīns and Tab' Tābīns. After them Sufis fulfilled the responsibility of preaching of Islam. They performed their duties efficiently and preached Islam to all corners of the world. There are four Silsilas of Sufis which are:(1) :Chishtia, (2) :Qādria, (3):Naqshbandi, (4)Sohervardia. Chishtia is divided into two: Chishtia Nizāmia and Chishtia Sābria. The Sufis of Chishtia Silsila presented themselves in front of people and to attain the love of Allah and the Rasool. They had experienced the difficulties and hardships that other Sufis did not face. They are torch bearer. They spent their lives according to the teaching of the Prophet (ﷺ). If the descendent of the Khanqah's follow the teaching of the Sufis the people will able to understand the real concept of Tasawwuf and misconceptions about Sufis will vanish away.

Key Words: Sufis, Chisthī, efforts

CC BY

تمہید

اللہ تعالیٰ نے خطۂ ارض پر حضرت انسان کو اپنی نیابت کا خرقہ پہنا کر اتارا۔ پھر اسی انسان نے ہر گزرتے دن کے ساتھ ساتھ اپنے خالق ومالک حقیقی سے روگردانی کی، اپنے معبود برحق کے مقابل کئی خود ساختہ معبود بنالئے اور اپنا مقصد تخلیق بھول گیا کہ اسکے خالق حقیقی نے اسے کس اہم ذمہ داری کو نبھانے کے لئے تمام مخلوقات سے اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے۔ جب حضرت انسان خالق اور بندے کے تعلق کو بھول گیا تو راہ حق سے بھٹک گیا، انسانیت کے مقام سے حیوانیت کی پستیوں میں گر گیا تو الہُ العٰلمین نے اس کی رشد وہدایت اور اسے اس کا مقصد حیات باور کروانے، خالق و مخلوق کا تعلق بتانے اور انسان ہی نہیں بلکہ اسے انسانیت ساز بنانے کے لئے اپنی تعلیمات دے کر کم و بیش ایک لاکھ تیس ہزار انبیاء ورسل علیہم السلام کو مبعوث کیا۔ جنہوں نے مبعوث ہو کر پیغام حق کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ خوب نبھایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والا بعثتِ انبیاء و رسل علیہم السلام کا یہ سلسلہ خاتم النبیّین، ختم المرسلین، سیّد الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر آکر اختتام پزیر ہوا۔ یعنی حضور ﷺ کو اللہ نے نبیٔ آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ بنا کر مبعوث کیا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْ لَ اللهِ وَ خَا تَمَ النَّبِيّٖنَ[1]

حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول ﷺ اورانبیاء کے خاتم (آخری) ہیں۔

یعنی حضور سیّد عالم ﷺ اپنی آل واولاد کے سوا امت میں سے کسی بھی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ آپ کی عظمت وشان یہ ہے کہ آپ کے سر اللہ سبحان تعالیٰ نے ختم نبوت ﷺ کا تاج سجا رکھا ہے۔ اور آپ کو خاتم النبیّین ﷺ بنا کر بھیجا ہے۔ اور خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انا خاتم النبیّین لا نبیّ بعدی[2]

میں آخری نبی ﷺ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اس حدیث مبارکہ کے مفہوم سے واضح ہو گیا کہ آپ کو اللہ کریم عزوجل نے دیگر عظمتوں کے ساتھ ساتھ اس شان سے بھی نوازا ہے کہ آپ تمام انبیاء ورسل کے خاتم یعنی آخری نبی ﷺ ہیں۔ اب قیامت تلک کوئی بھی انسان نبوت کے منصب پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ آپ کے بعد کوئی بھی صالح سے صالح انسان بھی اگر دعویٰ نبوت کا کرے گا وہ دجال ہے اور کافر ہے۔ یہاں تک اس کو ماننے والا اور ماننے والے کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہو گا۔ جب خاتم النبیین ﷺ اس دار فانی سے وصال فرما گئے تو دعوت و تبلیغ کا بیڑہ اصحاب نبوی رضی اللہ عنہم نے اٹھایا۔ اور ہر صحابی رضی

اللہ عنہ نے اپنے اپنے تئیں اس ذمہ داری کو بطریقہ احسن خوب ادا کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس جہاں سے باری باری اٹھتے گئے۔ پھر اس فریضہ کو پایا تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری صوفیاء کے کندھوں پر آن پہنچی۔ پھر صوفیاء اپنے اپنے ادوار میں میدان عمل میں آئے اور توحید ورسالت کے مخالفین کی پرواہ کئے بغیر دل جمعی سے دعوت و تبلیغ اسلام کا سلسلہ آگے بڑھانے میں مصروف عمل ہو گئے۔ ہر صوفی نے اپنی خداداد ہمت وطاقت اور بساط کے مطابق دنیا کے کونے کونے تک پیغام اسلام کو پہنچانے میں اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کیا یہ صوفیاء ہی کی ان تھک جہد مسلسل کا ثمرہ ہے کہ اسلام مشرق تا مغرب، شمال تا جنوب ہر جگہ اپنی سچائی کے ساتھ پہنچ چکا ہے۔

صوفیاء کے تمام سلاسل چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ وغیرہ نے بھی تن دہی سے تبلیغ دین متین فرمائی۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ ان پاکان بارگاہ الٰہی نے دین متین کے فروغ واشاعت کے لئے خوب جتن کیا مگر اس کے باوجود اگر ہم ان صوفیاء کے مجاہدات کو دیکھیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ یہ ہستیاں انسان تھے یا فرشتے کہ انہوں نے حق کی تلاش اور اس کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اتنا زہد کیا کہ ان کے سونے اور کھانے پینے کے معاملات انسان نما نظر ہی نہیں آتے بلکہ وہ مقدس لوگ فرشتہ صفت معلوم ہوتے تھے۔ جب ہم صوفیاء کے سلاسل کی بات کرتے ہیں تو ان میں سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کا طریق مجاہدہ دیگر سلاسل کی بنسبت جداگانہ نظر آتا ہے۔ ان کا طریق مجاہدہ تو ماورائے عقل ہے۔ کئی کئی روز کا مسلسل روزہ، پوری رات مصلیٰ پر نوافل و تسبیحات اور تلاوت میں مصروف رہتے پھر دن بھر مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف عمل رہتے۔ ناجانے ان مشائخ کے لئے کھانے پینے اور سونے کی حاجت رب تعالیٰ نے ان کی فطرت میں رکھی ہی نہیں۔ عبادت و ریاضت کا حکم رب تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

یٰاَ یُّهَاالنَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ[3]

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔

اس پیغام قرآنی کی روشنی سے ہمارے اوپر اپنے مالک و معبود کی بندگی بجالانا فرض عین ہے۔ اس رب جہاں کے ودیعت کردہ نظام زندگی کا شکرانہ بجالانا، اس وحدہٗ لاشریک کی رضامند اور اس کے محبوب داور ﷺ کی اتباع کے لئے ہمیشہ اس پروردگار کی بندگی کو اپنا وطیرہ بنانا، اس کے علاوہ اس معبود برحق کے روبرو جبین نیاز کو جھکانا ہوگا اور اس کی عبادت کو اپنی زندگی کا مقصد اوّلین بنانا ہوگا۔ دوسری جگہ حکم ربانی ہے:

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[4]

اور ہم نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے۔

یہاں پر تمام مقاصد تخلیق کو ایک طرف رکھ کر اللہ سبحان نے توضیح فرمادی کہ اے میرے بندے میں نے تمہیں اس لئے نہیں تخلیق فرمایا کہ تو رنگینیٔ دنیا میں گم ہو جائے اور اس کی ہر شے کو دائمی جان کر میری عبادت و ریاضت کو پس پردہ ڈال کر میری بندگی سے منہ موڑ لو۔ بلکہ تمہیں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے تخلیق کیا ہے۔ تبھی صوفیاء کے ہاں مجاہدہ کی بڑی اہمیت ہے کہ انہوں نے خود کا مجاہدات میں عملی طور پر مصروف رکھا۔

صوفیاء کے ہاں مجاہدہ کی اہمیت

اہل تصوف مقام حقیقت کو اسی وقت پاتے ہیں جب ان کے روز و شب مجاہدات میں بسر ہوتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ کوئی بھی صوفی جتنا خود کو مجاہدہ میں مصروف عمل کرے اتنا ہی قرب الٰہی کا سزاوار ہوگا تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ اللہ سبحانہٗ نے اپنے کلام برحق میں اہل تصوف کے مجاہدات کا ذکر کچھ اس فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَا مًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[5]

وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں اٹھتے، بیٹھتے اور کروٹوں کے بل اور زمین و آسمان کی تخلیق میں غور کرتے ہیں۔

یعنی اہل تصوف کا مجاہدہ یہ ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے خالق و مالک کی یاد میں مشغول رہنا محبوب رکھتے ہیں۔ ذوق عبادت اور بالخصوص رات کے ان لمحات میں جن میں فطری طور پر انسان راحت کا متلاشی ہوتا ہے۔ بحکم الٰہی ایسے لمحات میں خاص کر اپنے رب کی یاد میں مصروف رہنا ان کی فطرت میں ہے۔ صوفیاء کا مصروف ریاضت ہونا قرآن کریم اس انداز میں بیان کرتا ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا[6]

جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف اور امید سے۔

یعنی اہل تصوف اللہ مالک یوم الدین کے خوف سے راتیں جاگ کر اور اس مالک ارض و سماء کی عبادت میں مگن ہو کر اور بستروں پہ لیٹنے کی بجائے جائے نماز پر سر بسجود ہو کر راتیں بسر کرتے ہیں۔ صوفیاء کی اسی کیفیت کو قرآن سورۃ الفرقان میں یوں ذکر کرتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا[7]

اور وہ اپنے رب کے لئے راتوں کو سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں۔

اہل دنیا نرم نازک مخملی بستروں میں خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ عبادت کے دلدادہ رکوع و سجود اور قیام نماز میں راتیں بسر کر رہے ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ حضرت امام حسن بصری قدس سرہٗ کا طریق مجاہدہ

اکابر صوفیاء چشتیہ نظامیہ ہی نہیں بلکہ اکثر اس سلسلہ کے صوفیاء کی زندگی مجاہدات میں ہی بسر ہوئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد اس سلسلہ کے بڑے شیخ حضرت امام حسن بصری قدس سرہٗ ہیں۔ ان کا طرز مجاہدہ بے مثال تھا۔ شیخ عبد الرحمن ان کے مجاہدہ کے متعلق یوں گویا ہیں:

انہوں نے اپنے آپ کو اس قدر مجاہدات اور عبادات میں ڈال رکھا تھا کہ آپ سے بڑھ کر زمانے میں کوئی مجاہدہ کرنے والا نہ تھا۔ آپ نے اس سختی سے گوشہ نشینی اختیار کی کہ اہل دنیا سے قطعاً بے نیاز ہو گئے۔[8]

خواجہ فرید الدین عطار لکھتے ہیں:

مشہور ہے کہ ستر سال تک آپ ہمہ وقت باوضو رہے اور اپنے ہم عصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔ کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حسن بصری ہم سے زیادہ افضل کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حسن کے علم کی ہر فرد کو ضرورت ہے اور اس کو سوائے خدا کے کسی کی حاجت نہیں۔[9]

آپ کے اس مقام و مرتبہ سے عیاں ہوا کے صوفیاء مخلوق سے بے غرض ہوتے ہیں ان کی نگاہیں اہل دنیا پر مرکوز نہیں ہوتیں بلکہ ان کے پیش نظر فقط رضائے الٰہی ہوتی ہے اہل دنیا کو تو ان کی ضرورت ہو سکتی ہے مگر ان کو دنیا کی بجائے خالق دنیا کی طلب رہتی ہے۔

حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ طریق مجاہدہ

اسی طرح ایک اور صوفی کا مجاہدہ بھی منفرد تھا۔ جن کا نام حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ ہے شیخ عبد الرحمٰن بحوالہ امام یافعی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

آپ مریدوں کی تربیت میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ اور ریاضت و مجاہدہ، ترک و تجرید اور ذوق و عشق میں آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔[10]

آپ کے اس عمل سے دو امور سے آگہی ہوئی کہ ایک صوفی اکیلا خود ہی مجاہدہ و ریاضت میں مصروف نہیں رہتا بلکہ وہ اپنے حلقۂ ارادت میں آنے والے عقیدت مندوں کو مجاہدہ کے لئے تربیت بھی فرماتا ہے اور خود ان کے اپنے مجاہدے کا عالم یہ ہے کہ انہیں ساری رات بیٹھ کر بھی اپنے خالق کو راضی کرنا پڑے تو وہ ساری رات بلکہ کئی سال بھی لگ جائیں تو وہ اس ریاضت میں مشغول رہ کر اپنے رب کو راضی کریں۔

حضرت خواجہ فضیل ابن عیّاض قدس سرہٗ طریق مجاہدہ

حضرت خواجہ فضیل ابن عیّاض قدس سرہٗ کا زہد و تقویٰ بھی باکمال تھا۔ آپ کا ذوق مجاہدہ ایک جداگانہ انداز کا تھا غلام سرور لاہوری رقم طراز ہیں:

> خواجہ فضیل ہمیشہ روزہ رکھتے اور پانچ دنوں بعد افطاری کرتے سارے دن میں پانچ سو نفل ادا کرتے اور ہر روز قرآن پاک دو بار ختم کرتے۔[11]

اللہ اللہ کس حد کا مجاہدہ اور ریاضت تھی۔ اگر آج کے سجادگان صوفیاء کو دیکھیں اور موازنہ کریں حضرت فضیل قدس اللہ سرہٗ جیسے جلیل القدر صوفی کے مجاہدہ سے تو ان کا مجاہدات سے دور دور تک کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ اور وہ کس قدر اپنے آپ کو مصروف عبادت رکھتے تھے۔ پانچ روز کا روزہ اور روزانہ دو ختم قرآن کرنا بے مثال تھا۔ اگر عصر حاضر کے صوفیاء، آپ جیسے صوفیاء کی طرز زندگی کا مشاہدہ کریں تو ان کے لئے خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ کی ریاضت کا انداز ایک نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت ابراھیم بن ادہم قدس سرہٗ کا طریق مجاہدہ

حضرت ابراھیم بن ادہم قدس سرہٗ کا طرز مجاہدہ و عبادت بھی مثالی تھا۔ آپ اکثر اپنے حال پر رویا کرتے۔ حالانکہ آپ اپنے دور کے یگانہ روزگار صوفی تھے۔ آپ نو برس تک نیشاپور کی ایک غار میں مصروف عبادت رہے مرآۃ الاسرار میں ہے:

> خواجہ جنید بغدادیؒ جو اولیاء اللہ کے سردار ہیں فرماتے ہیں کہ مفاتیح العلوم (علوم کی چابی) ابراھیم ادہمؒ ہیں۔ ان تمام کمالات کے باوجود آپ اپنے حال پر رویا کرتے تھے۔ بلخ سے آپ مرو تشریف لے گئے اور وہاں سے نیشاپور پہنچے۔ اور وہاں کی مشہور غار میں نو سال تک مقیم رہ کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس غار کے اندر کیا ہو رہا ہے۔[12]

حضرت خواجہ سدید الدین حزیفۃ المرعشی قدس سرہٗ کا طریق مجاہدہ

اسی طرح جن مجاہدات سے گزر کر ایک مقرب بارگاہ الٰہی ہونے کا مقام حضرت خواجہ سدید الدین حزیفۃ المرعشی قدس سرہٗ نے پایا وہ مجاہدہ توکل علی اللہ کا مجاہدہ تھا۔ آپ کے مجاہدہ کے متعلق شیخ اللہ دیہ لکھتے ہیں:

> سی سال وضویش جز بمتوضّا ء نشکست و وی بعد از سه چهار روز و پنج شش روز افطار کردی دوران وقت ہم زیادہ ازسه لقمه شادل نه ضودی و فرمودی که غذای درویش ذکر لاالٰه الاّ الله است۔[13]

آپ نے تین سال بغیر حاجت کے وضو نہ ٹوٹنے دیا۔ آپ تین، چار اور پانچ یا چھ دن کے بعد افطار فرماتے۔ اس وقت بھی تین لقموں کے سوا نہ لیتے اور فرماتے کہ درویش کی غذا ذکر "لا الله الا الله" ہے۔

آپ کے بارے میں مزید شیخ عبد الرحمٰن لکھتے ہیں:

سفر اور حضر میں ذکر جلی (جہری) کرتے تھے۔ اور کسی سے کوئی طمع نہیں رکھتے تھے۔ جو کچھ بے طلب حق تعالیٰ کی طرف سے مل جاتا کھا لیتے تھے۔ اور لوگوں میں تقسیم بھی کر دیتے تھے۔ اور اہل دنیا سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔[14]

آپ کی حیات با کمال کے اس عمل کا حاصل یہ ہے کہ کسی بھی صوفی کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ مخلوق خدا سے رابطے میں ہو مگر دنیا حاصل کرنے کو نہیں بلکہ اس کی خدمت کرنے کے لئے۔ جس طرح آپ اللہ کے دیے رزق میں سے دیگر انسانوں کا حصہ بھی تصور کرتے اور اس میں سے عوام الناس میں بھی خرچ کر دیتے۔

حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس سرہ کا طریق مجاہدہ

حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس سرہٗ کا مقام زہد بھی انمول تھا۔ وہ بھی خود کو ہمہ وقت مصروف عبادت رکھتے اور مجاہدات میں خود کو لگائے رکھتے۔ دنیا اور دنیا داروں سے جدا رہتے سخت مجاہدات سے گزرتے۔ شیخ بہاؤالدین محمود ناگوری چشتی لکھتے ہیں:

اہل مجاہدہ اور ریاضت تھے۔ اور آپ نے بہت سے رنج مصیبت برداشت کر کے مقصد حاصل کیا۔ آپ دو ختم دن کو اور دو رات کو کرتے تھے۔ سترہ سال کی عمر سے لے کر اخیر دم تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت انسانی کبھی باطل نہ ہوا اور آپ کبھی رات کو نہیں سوئے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّااللہ کے ذکر میں مشغول رہتے اور فقیروں سے بہت پیار کرتے اور درویشوں سے مل کر کھانا کھاتے۔ تیس سال تک آپ تین یا چار روز کے بعد افطار کرتے۔ جب آپ افطار کرنا چاہتے تو چند ورق لکھ کر اس کی آمدنی سے افطار کرتے۔ اور تیس سال تک آپ روزہ دار رہے۔ اور خلوت میں بیٹھے رہے اور کٹیا کے اندر یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ اور اہل دولت کا چہرہ نہ دیکھا۔ اور دولت مندوں کے گھر نہ جاتے۔ اہل دولت کے گھر کا کھانا نہ کھاتے۔ اور پانی نہ پیتے۔ اور فرماتے کہ اس درویش پر افسوس ہے جو بادشاہوں کا کھانا کھاتا اور ان کے پاس بیٹھتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی کیا حالت ہو گی۔ منقول ہے شیخ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بادشاہوں کا کھانا درویش کے حق میں زہر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس واسطے کہ زہر تو علاج کرنے سے درست ہو سکتا ہے۔ اور زہر کا علاج مشہور ہے۔ لیکن بادشاہوں کا کھانا کھانے سے جو سیاہی اور تاریکی دل پہ آ جاتی ہے۔ اس کا علاج سخت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے سوا اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ جب عنایت الٰہی شامل حال ہوتی ہے اور مجاہدہ اور ریاضت کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ پھر دل روشن اور صاف ہو جاتے ہیں۔[15]

حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس سرہٗ کی حیات با کمال ایک مینارہ نور ہے۔ کیونکہ آپ نے خود کو ریاضات میں مصروف عمل رکھ کر آئندہ کے ادوار بالخصوص عصر حاضر کے خانقاہی سجادگان کے لئے مثال بھی چھوڑی اور تعلیمات بھی رقم کیں۔

شیخ ابو احمد چشتی قدس سرہ کا طریق مجاہدہ

شیخ ابو احمد چشتی قدس سرہٗ اکثر و بیشتر روتے رہتے اور خوف الٰہی کا غلبہ ہمیشہ ان پر رہتا۔ جب آپ سے پوچھا گیا حضور آپ ہر وقت روتے رہتے ہیں کیا وجہ ہے۔ تو آپ نے زار و قطار روتے ہوئے فرمایا:

برصیصا زاہد اور نامور شیخ تھا۔ جس پر نگاہ ڈالتا اور اسے خدا رسیدہ کر دیتا۔ اچانک اسے قہاری کا تیر لگا اور اس جہان سے بے ایمان گیا۔ اور بلعم باعور ولی اللہ اور مستجاب الدعوات تھا۔ اس کی دعا سے کئی ہزار اشخاص نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے جباری کی نگاہ ڈالی تو اس کا ایمان چھن گیا۔ اور ان دونوں بزرگوں کا قصہ مشہور ہے۔

پس اے بھائیو! اللہ تعالیٰ کے دوست اس خوف سے روتے ہیں کہ وہ قادر اور عادل ہے جس کو چاہتا ہے ایک دم بلا لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی بارگاہ سے دور کر دیتا ہے کوئی اس کی بارگاہ میں دم نہیں مار سکتا۔[16]

حاجی محمد شریف زندانی قدس سرہٗ کا طریق مجاہدہ

حاجی محمد شریف زندانی قدس سرہٗ بڑے جلیل القدر درویش منشا صوفی ہیں آپ کی کیفیت مجاہدہ بھی عجب رنگ کی تھی۔ اور دیگر صوفیاء کے لئے مشعل راہ تھی۔ آپ صاحب ریاضت تھے۔ آپ ہمیشہ خلوت میں رہا کرتے۔ تین دن کے بعد افطار کرتے۔ اور بے نمک سبزی کے تین لقمے کھاتے۔ چودہ سال کی عمر سے لے کر آخری دم تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت کبھی باطل نہ ہوا۔[17]

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کا طریق مجاہدہ

خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ ٗ کا رنگ مجاہدہ بھی بے مثل تھا جب ان کے مجاہدہ کی کیفیت جانتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ایسے عظیم لوگ بھی تھے کہ جنھوں نے جہاد فی النفس کا صحیح حق کما حقہ ادا کیا:

ستر سال آپ نے مجاہدہ کیا اور اس عرصہ میں کبھی پیٹ بھر کر پانی نہ پیا۔ اور پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور نہ رات کو سوئے اور نہ دنیا اور اہل دنیا کے پاس گئے۔ اور مال واسباب کا منہ تک نہ دیکھا۔ اور تین تین، چار چار وقت کا فاقہ اٹھایا۔ اور فاقے کے بعد کبھی تین اور کبھی چار اور کبھی پانچ لقمے تین انگلیوں سے کھاتے۔ اس سے زیادہ کبھی آپ نے نہ کھایا۔ اور فرماتے تھے کہ درویش پر افسوس ہے کہ رات کو سوئے اور دن کو کھانا کھائے اور اپنے تئیں درویش کہلائے اور خرقہ پہنے۔[18]

مزید شیخ صاحب آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

> شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے دس سال تک نفس کو طعام نہ دیا۔ سات روز بعد آپ فقط ایک گھونٹ پانی پیتے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ اے پروردگار! مجھے نفس کے ہاتھوں نجات عنایت کر مجھ پر غالب آتا ہے اور مجھ سے گھونٹ پانی مانگتا ہے۔[19]

اللہ اللہ کیسا مجاہدہ تھا خواجہ ہارونی قدس اللہ سرہٗ کا۔ آپ کے اس انداز مجاہدہ کو جان کر تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ شائد گروہ ملائکہ سے متعلق ہوں کہ نفس امارہ کو اس حد تک مارنے کا جتن آپ نے کیا۔ اور نفس امارہ پر فتح حاصل کی۔ اور ہمیشہ کے لئے کامیاب ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری قدس سرہٗ طریق مجاہدہ

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین والحق شیخ معین الدین حسن چشتی سنجری ثم اجمیری قدس سرہٗ عالم اسلام کے عظیم صوفی ہیں۔ آپ کا طرق مجاہدہ بھی انوکھے ڈھنگ کا ہے۔ اور انسانی اور انسانی فہم وادراک کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ شیخ اللہ دیہ لکھتے ہیں:

ہر روز یک ختم و ہر شب یک ختم قرآن کردی و ہر بار کہ ختم قرآن کردی آواز غیب آمدی کہ ای معین الدین ختمت قبول کردم۔صائم الدہر و قائم اللیل بودونمازصبح به وضوی عشا کردی و ہر شام مودارمثقالی نان خشک به آب تر نمود وافطار نمودی۔[20]

آپ ہر روز ایک ختم قرآن دن میں اور ایک رات میں کیا کرتے ۔جب ختم قرآن فرماتے تو غیب سے آوازآتی معین الدین ہم نے آپ کا ختم قبول کیا۔ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ عشاء کے وضو سے فجر کی نمازادافرماتے اور ہر شام کوایک مثقال خشک روٹی تر پانی سے تناول فرماتے اور اسی سے افطار فرماتے۔

حضرت خواجہ قطب الدین اوشی چشتی قدس سرہ کا طریق مجاہدہ

قطب الاقطاب شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اوشی چشتی قدس سرہٗ کا رنگ مجاہدہ بھی مینارۂ نور ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ آپ کے مجاہدہ کا ذکر یوں کرتے ہیں:

حضرت قطب عالمؒ قائم اللیل تھے۔ ابتدا میں تھوڑی دیر سو جایا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں ساری رات بیدار رہنا اختیار کر لیا تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی وقت سوتا ہوں تو مجھ کو سخت تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ کی مشغولی مع اللہ اس قدر تھی کہ اگر کوئی شخص آپ سے ملنے آتا تو اس کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑتا تھا۔ آپ جب استغراق سے ہوشیار ہوتے تو آنے والے سے معذرت کرتے پھر اس کا حال دریافت کرتے تھے۔ آپ کے گھر اکثر فاقہ رہتا تھا۔[21]

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ کا طریق مجاہدہ

زہد الانبیاء، فرید الفرد، فرد الدہر شیخ الاسلام قطب عالم حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کے زہد و تقویٰ اور مجاہدات سے کون واقف نہیں۔ آپ کے مجاہدات کی تعداد ہی اتنی ہے کہ عام فہم شخص بھی آپ کو زہد الانبیاء کے نام سے یاد کرتا ہے۔ آپ کے ریاضت اور پرورش روح کے متعلق محمد غوثی شطاری لکھتے ہیں:

ہندوستان کے تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہیں کہ ریاضت اور پرورش روح میں حضرت گنج شکرؒ کی مانند کوئی درویش پیدا نہیں ہوا۔[22]

شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

بغایت ریاضت و مجاہدہ و فقر و تجرید داشت۔[23]

آپ نے ہمیشہ مجاہدہ وریاضت کی غرض سے فقر فاقہ اپنائے رکھا۔

بابا فرید الدین قدس سرہٗ صائم الدہر تھے۔ یعنی ہمیشہ روزہ سے رہتے۔ یہاں تک کہ کبھی بحکم الٰہی طبع ناساز بھی ہوتی یا فصد کھلواتے تب بھی روزہ ترک کرنا اپنے لئے اچھا خیال نہ کرتے بلکہ یہ خیال کرتے کہ اگر میں نے اس حالت میں بھی روز ترک کر دیا تو یہ اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو گا لہذا ہمیشہ روزہ دار رہتے، سیّد محمد مسلم نظامی بحوالہ مولانا جمالی رقم طراز ہیں:

حضرت فرید الملّة والدین صوم دوام بحدیکه اگر عارضه داشتے یا فصد نمودے ہر گز افطار نفرمودے۔[24]

حضرت فرید الملۃ والدین ہمیشہ روزہ سے رہتے یہاں تک کہ بیمار ہوتے یا فصد کھلواتے اس وقت بھی روزہ نہ چھوڑتے تھے۔

حضرت شیخ الاسلام گنج شکر قدس سرہٗ نے چلہ معکوس یعنی کنویں میں الٹا لٹک کر چالیس روز تک اللہ کی بارگاہ میں بحکم مرشد، اوراد و وظائف کی مخصوص تعداد کا ورد کیا۔ آپ رات کو اس کنویں کے کنارے موجود درخت کی شاخوں سے اپنے پاؤں باندھ کر الٹا لٹک جاتے اور نماز کے وقت آپ کو باہر نکال لیا جاتا۔ دن کے وقت بھی آپ کو باہر نکال لیا جاتا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں:

در مقام او چله معکوس کشید تا چہل روز ہر شب در ان چاه بدر ختے که بران چاه بودے ،آ دیختند چوں روز میشد بیرونش می آوردند۔[25]

اوچہ کے مقام پر آپ نے چلہ معکوس کیا۔ چالیس روز کنویں کے اوپر موجود درخت کے ساتھ شب بھر لٹکے رہتے۔ اور دن کو باہر نکال لئے جاتے۔

بابا فرید الدین قدس سرہٗ کی تمام حیات باکمال مجاہدات سے عبارت تھی آپ نے اس حد تک مجاہدات اور اتنی تن دہی سے عبادت کی کہ آئندہ کے ادوار میں پیدا ہونے والے صوفیاء کے لئے ایک فقید المثال مثال قائم فرمادی کہ صوفی بننا اتنا آسان نہیں ہے کہ بندہ رات کو سوئے اور صبح کو اٹھ کر صوفی ہونے کا اعلان کر دے۔ نہیں بلکہ صوفی کی زندگی دم آخر تلک مجاہدات سے مرقوم ہونی چاہئے۔ پھر جا کر مقام صوفی تک کوئی بھی سالک پہنچ سکتا ہے ورنہ مستصوف (برائے نام صوفی) تو ہو سکتا ہے صوفی نہیں۔

خلاصہ بحث

ان تمام اکابر صوفیائے چشت کے عمل مجاہد کو دیکھا جائے اور پھر فی زمانہ موجودہ خانقاہی نظامِ سجادگی کو دیکھا جائے تو پھر صرف چند گنی چنی درگاہوں کے ماسوا باقی کے سجادگان تو نظر ہی اہل دنیا کے جھرمٹ میں آتے ہیں۔ ان سجادگان کے طرز معاشرت کو ہی دیکھ کر ایک عام ذہن پرکھ لیتا ہے کہ یہ کوئی دنیادار شیخ ہے یا درویشانہ زندگی بسر کرنے والا مسند نشین ہے۔ آج کے ان مسانید نشینوں کے علمی مقام و مرتبہ کو دیکھا جائے تو پھر بھی ان کا اسلاف سے دور تک کا کوئی واسطہ نظر نہیں آتا۔ ان کا رخت سفر حکومتی ایوانوں پہ آکر ختم ہو جاتا ہے۔ اور مجلس فقراء کی طرف ان کی فراری اور لینڈ کلوزر کا رخ کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ ان کا مجاہدہ پی سی اور فائیو سٹار ہوٹل کے لنچ اور ڈنر سے مزین ہے۔ پھر ایسی کیفیت میں عصر حاضر کے اندر چشم فلک وقت کے اغیاث و اقطاب اور ابدالوں کا چہرہ دیکھنے کو ترستی رہے گی۔ اور خطۂ ارض صوفیاء و قلندروں کی قدم بوسی کی تمنا و امید لگائے عظیم درگاہوں کے اسلاف کی کرامت کا منتظر رہے گا کہ کب ان مقدس ہستیوں کی نگاہ کرامت سے ان کی سجادگی کی ورثا پھر مجلس درویشاں کا رخ کرتے ہیں اور فقراء کے لئے ان کے دالان کے دروازے کھلتے ہیں کب ان کے محلات کے دربان ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کو بلا ڈانٹ ڈپٹ کئے خیر مقدم و تسلیمات کے ساتھ صاحبزادگان سے شرف ملاقات کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اور دور دراز کا سفر طے کر کے آنے والے سوالی اپنا مدعا پاتے ہیں۔ مگر وقت گزرنے کے

ساتھ ساتھ دور دور تک ایسا نظر نہیں آتا۔ ہاں اگر کچھ نظر آتا ہے تو مستقبل میں ان لوگوں کا راج مضبوط نظر آتا ہے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دور دور تک ایس نظر نہیں آتا۔ ہاں اگر کچھ نظر آتا ہے تو مستقبل میں ان لوگوں کا راج مضبوط نظر آتا آتا ہے۔ جو پہلے ہی اہل تصوف پر تنقیدی نشتر چلاتے ہیں اور طریقت کو شریعت کے مخالف گردانتے ہیں اور ایک مشرکانہ طرز فکر تصور کرتے ہیں۔ اگر آج کے سجاد گان میں مجاہدات صلحاء کی پیروی کا جذبہ پیدا نہ ہوا تو تصوف کی ناؤ ایسی ڈوبی گی کہ پھر کبھی نہ ابھری گی اور دنیاداری کا بھنور کبھی بھی انہیں ساحل کا کنارہ نظر نہیں آنے دے گا۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر کی تمام سجاد گانِ صوفیاء بالخصوص سجاد گان صوفیائے چشتیہ نظامیہ کو پھر سے مجاہدات کے عمل کو اپنانا ہو گا اور اس کی تعلیمات ان خلفاء کو بھی دینا ہو گی جن کو بلا مشقت مجاہدات اپنی نیابت و خلافت کا تاج عطا کیا جاتا ہے۔ تاکہ عوام کو اس فتنہ پرستی کے دور میں حقیقی تصوف سے آگہی ہو اور آئے روز تصوف پر منکرین کی طرف سے اٹھنے والے اعتراضات کا قلع قمع ہو۔ اور پھر سے حقیقی تصوف کا دور دورہ ہو۔

References

[1] Al-Aḥzāb33:40.
[2] Abū Dāwūd Sulaimān Ibn Ashath, Sunan Abū Dāwūd (Qāhirah: Dār ul Riyān al-Turāth, 1408AH),3. Hadith:4254.
[3] Al-Baqarah 2:31.
[4] Al-Ẓāriyāt 51:56.
[5] Al-Imrān 3:191.
[6] Al-Sajdah 32:16.
[7] Al–Furqān 25:64.
[8] Shaikh Abdul Raḥmān, Mirāt ul Isrār(Lahore: Mushtāq book corner, 2000AD), 231.
[9] Khwāja Farīd ud Dīn Attār, Taẕkiraht ul Aoliyā, (Lahore: Al-Fārūq book Foundation, 1997AD),15.
[10] Abdul Raḥmān,Mirāt ul Isrār,247.
[11] Ghulām Sarwar Lahorī, Khazīnat ul Aoliyā (Lahore: Mktabah Nabwiah, 2001AH), 2:20.
[12] Abdul Raḥmān, Mirāt ul Isrār,288.
[13] Shaikh Allāh Dīā, Siyār ul Aqtāb (Tehran: Khiyābān-e-Inqilāb, 1385AH),45.
[14] Abdul Raḥmān, Mirāt ul Isrār,306.
[15] Bhāo ud Dīn Maḥmūd; Shaikh Ngūrī Chishtī, Siyār ul 'Ārifīn, (Lahore: Allāh wālīn kī qaomī dūkān, 1325AH),66.
[16] Chishtī, Siyār ul 'Ārifīn, 83.
[17] Chishtī, Siyār ul 'Ārifīn, 114.
[18] Chishtī, Siyār ul 'Ārifīn, 116.
[19] Chishtī, Siyār ul 'Ārifīn, 116.
[20] Allāh Dīā, Siyār ul Aqtāb, 103.
[21] Sayed Muhammad Muslim Nizāmī Dehlwī, Anwār ul Farīd, (Pakptan Sharif: Sūfiāh Dār ul Ashāt, 1394AH),58.
[22] Muhammad Ghausī Shatārī, Gulzār-e-Abrār (Lahore: Maktaba Sultān 'Ālamgīr, 1427AH) ,49.
[23] Shaikh-e-Muḥqiq Abdul Ḥaq Dehlwī, Akhbār ul Akhbār, (Dehlī: Maktba Mujtbāī, 1309AH),52.
[24] Nizāmī, Anwār ul Farīd,76.
[25] Dehalwī, Akhbār ul Akhbār,53.